بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور سرورِ کائنات

کی

نمازِ جنازہ

اور

صحابہ کرام

اس کتابچہ میں معتبر و مستند مذہبی کتب کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ
خلفاء ثلاثہ حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی اور تمام صحابہ کرام نے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی

مرتبہ

علامہ سید محمود احمد رضوی مدیر رضوان لاہور

ناشر
مکتبہ رضوان گنج بخش روڈ - لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ۷۸۶ / ۹۲ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سببِ تالیف

اکثر یہ سوال کیا گیا کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی نمازِ جنازہ پڑھی؟ اگر پڑھی ہے تو اس کا ثبوت فریقین کی معتبر مذہبی کتب سے دیا جائے۔ یہ سوال کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کی نمازِ جنازہ میں شرکت کی؟ اگر کی تو اس کا ثبوت فریقین کی معتبر مذہبی کتب سے دیا جائے۔ یہ کتابچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اصل مسئلہ پر گفتگو سے قبل یہ بات ہر خاص و عام کے علم میں آ جانی چاہیئے کہ مسلمان کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ فرضِ کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس شہر کے یا گاؤں کے ایک فرد نے بھی نمازِ جنازہ پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ کسی مسلمان کی نمازِ جنازہ میں اس شہر یا گاؤں کے تمام مسلمانوں کا شرکت کرنا ضروری نہیں ہے

دوم۔ اور اگر بالفرض شہر کے کسی فرد نے بھی نمازِ جنازہ ادا نہ کی تو محض شرکت کی بنا پر ان کو نہ کافر کہا جائے گا اور نہ منافق۔ صرف اتنا کہہ سکیں گے کہ ان لوگوں نے ایک مسلمان بھائی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھ کر اس کی حق تلفی کی یا برا کیا۔ اور گنہگار ہوئے۔ لیکن یہ گنہگار بھی۔ صرف اسی صورت میں گنا جائے گا جبکہ اس شہر کے کسی فرد نے بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھی ہو۔ اور اگر ایک مسلمان نے بھی نماز ادا کر لی تو باقی افراد پر کسی قسم کا کوئی الزام قائم نہیں کیا جائے گا۔

اس اصول کے تذکرہ سے ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ نمازِ جنازہ کا مسئلہ صرف اتنا ہی ہے یہ نہیں کہ جس کے پڑھنے یا نہ پڑھنے کی بنیاد پر کسی کو کافر یا منافق کہا جائے اور یہ مسئلہ اصول دین سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کی دینی حیثیت صرف یہ ہے کہ یہ فرضِ کفایہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ محض افسانہ لوگوں نے خود گھڑا ہے تاکہ اس کی آڑ میں صحابہ کرام کی شان

میں بے ادبی کی جائے اور مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو والہانہ عشق و محبت ہے اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر یہ تاثر پیدا کیا جائے کہ اصحاب نے تو حضور کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی! بہر حال اگر صحابہ کرام کے ایمان و اخلاص کا معیار ان کے نزدیک یہی ہے کہ ان کی مذہبی کتب سے جنازۂ رسول میں صحابہ کی شرکت ثابت کی جائے تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ معتبر مذہبی کتب سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اصحاب علیہم الرحمۃ والرضوان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دفن سے قبل نماز جنازہ ادا کی۔ انصار و مہاجرین حتیٰ کہ مدینے کے تمام صغیر و کبیر مرد و عورت سب نے جنازہ میں شرکت کی۔ ملاحظہ کیجیے:-

۱۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال	امام جعفر صادق سے روایت ہے انہوں
لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نے فرمایا: حضور علیہ السلام کی وفات
صلت علیہ الملئکۃ والمہاجرین	ہوئی تو نماز پڑھی آپ پر ملائکہ نے اور
والانصار فوجا فوجا (اصول کافی ص[illegible])	انصار و مہاجرین نے گروہ در گروہ ہو کر

۲۔ احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران جو ایک نہایت معتبر کتاب ہے اس میں ہے:-

ثم ادخل عشرۃ من المہاجرین	پھر داخل کیے دس آدمی مہاجرین سے
وعشرۃ من الانصار فیصلون	اور دس انصار سے پس وہ باری باری
ویخرجون حتی لم یبق من	نماز پڑھتے تھے اور حجرہ سے نکلتے تھے
المہاجرین والانصار الا صلی علیہ	یہاں تک کہ مہاجرین اور انصار سے
(احتجاج طبرسی ص[illegible])	کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس نے

حضور پر نماز نہ پڑھی ہو

۳۔ کلینی بسند معتبر از امام محمد باقر روایت	محمد بن یعقوب کلینی امام محمد باقر سے
کردہ است کہ چوں حضرت رسالت	روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نے
رحلت فرمود نماز کردند بر او جمیع ملائکہ و	وفات پائی تو آپ پر تمام فرشتوں اور

مہاجرین و انصار فوج فوج۔ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۹	مہاجر و انصار نے فوج فوج ہو کر نماز پڑھی۔

واضح ہو کہ ان تین روایتوں سے جو اصول کافی، احتجاج طبرسی اور حیات القلوب کے ہیں اور جو کہ شیعوں کی مستند مذہبی کتابیں ہیں، ان سے ثابت ہوا کہ خلفائے ثلاثہ ہی نے نہیں بلکہ تمام انصاریوں اور تمام مہاجرین نے حضور کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو اس وقت تک قبر مبارک میں نہیں رکھا جب تک کہ تمام لوگوں نے نماز کی سعادت حاصل نہ کر لی۔

۴۔ حیات القلوب مصنفہ ملا باقر مجلسی میں ہے:۔

شیخ طبرسی از امام محمد باقر روایت کردہ است کہ دہ دہ نفر داخل مے شوند چنیں آنحضرت نماز مے کردند بے امامے در روز دوشنبہ و شب سہ شنبہ تا صبح و روز سہ شنبہ تا شام تا آنکہ خورد و بزرگ و مرد و زن از اہل مدینہ و اہل اطراف مدینہ ہمہ بر آنجناب چنیں نماز کردند	شیخ طبرسی نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی کہ دس دس آدمی حجرہ رسولؐ میں داخل ہوتے جاتے تھے اور اس طرح آنحضرتؐ پر نماز پڑھتے جاتے تھے بغیر امام کے پیر کے دن اور سہ شنبہ (منگل) کی رات صبح تک اور سہ شنبہ (منگل) کے دن میں شام تک، یہاں تک کہ چھوٹے بڑے مرد اور عورتیں اہل مدینہ اور

مدینہ کے ارد گرد رہنے والوں تمام نے حضورؐ پر اسی طرح نماز پڑھی۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۶۲، مرآۃ العقول ص [illegible]، مسائل ص [illegible])

۵۔ یہی مضمون بعینہٖ اخبار ماتم جلد ۱ ص ۹ پر ہے۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال قال الناس کیف الصلوٰۃ علیہ فقال علی علیہ السلام ان رسول اللہ	ابی جعفر علیہ السلام سے روایت ہے لوگوں نے کہا حضورؐ پر کیسے نماز ہوگی تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضور حیات و

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اماماً حیاً ومیتاً فدخلوا علیہ عشرۃ عشرۃ فصلوا علیہ یوم الاثنین ولیلۃ الثلثاء حتی الصباح ویوم الثلثاء حتی صلی علیہ صغیرھم وکبیرھم وذکورھم واناثھم ونواحی المدینۃ بغیر امام (اخبار ماتم [illegible])

وفات میں بحالت امام ہیں۔ پس داخل ہوتے دس دس آدمی اور نماز پڑھتے تھے آپ پر۔ یہ نماز پیر کے دن اور منگل کی رات اور منگل کے دن تک جاری رہی یہاں تک کہ ہر صغیر و کبیر مرد و عورت اور مدینے کے اردگرد کے تمام لوگوں نے نماز پڑھی بغیر امام کے۔

اخبار ماتم اور حیات القلوب کی اس روایت سے معلوم ہوا۔

۱۔ حضور کی نماز جنازہ میں امام کوئی نہ تھا۔

۲۔ نماز بوڑھوں نے بھی پڑھی اور جوانوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی۔

۳۔ تمام مدینے کے بسنے والوں نے بھی، حتیٰ کہ جو لوگ مدینے کے اردگرد بستے تھے انہوں نے بھی پڑھی۔

۴۔ پھر یہ نماز دو شبانہ روز جاری رہی جس سے یہ اعتراض بھی باطل ہو گیا کہ خلیفہ کے تقرر کی وجہ سے تدفین میں کئی روز کی تاخیر ہو گئی۔ کیونکہ اس روایت سے تاخیر کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جگہ کی تنگی اور نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے دو شبانہ روز نماز ہوتی رہی۔

۵۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نماز دفن کے بعد نہیں بلکہ دفن سے پہلے ہوئی۔ تا آنکہ دفن سے پہلے مدینہ اور اطراف مدینہ کے رہنے والوں میں سے کوئی بچہ، کوئی بوڑھا، کوئی مرد، کوئی عورت آپ کی نماز جنازہ پڑھنے سے باقی نہ رہا۔

• اب اگر اتنی واضح وضاحت کے باوجود بھی لوگ یہی کہتے رہیں کہ خلفاء ثلاثہ نے نماز نہیں پڑھی تو اس ڈھٹائی کا واقعی کوئی علاج نہیں ہے۔ مگر ان کی مذہبی کتب تو یہی بتا رہی ہیں کہ مہاجرین و انصار، چھوٹے بڑے، مرد و عورت اور تمام اہل مدینہ نے نماز پڑھی۔ تو کیا حضرت ابوبکر مہاجر نہیں تھے یا عثمان مہاجر نہیں تھے، کیا یہ لوگ اہل مدینہ سے

نہیں تھے۔ سب مردوں اور عورتوں۔ بڑوں اور چھوٹوں۔ جوانوں اور بوڑھوں میں شامل نہیں تھے۔ اگر تھے اور یقیناً تھے تو انہیں کے متعلق یہ ہے کہ ان سب نے دفن سے پہلے نماز پڑھی۔ پھر کس قدر ظلم اور کتنا بڑا افتراء ہے کہ خلفاء ثلاثہ اور صحابہ پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ نبی کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوئے۔

- اصول کافی کی ایک روایت پر غور کیجئے۔

عن ابی عبد الله علیه السلام قال اتی العباس امیر المؤمنین فقال ان الناس اجتمعوا ان یدفنوا رسول الله فی البقیع المصلی وان یؤمهم رجل منهم فخرج امیر المؤمنین الی الناس فقال یا ایها الناس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امام حیا ومیتا وقال انی ادفن فی البقعة التی اقبض فیها ثم قام علی الباب فصلی علیه ثم امر الناس عشرة عشرة یصلون علیه ثم یخرجون (اصول کافی ص [illegible])	ابی عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضرت عباس امیر المومنین علی کے پاس آئے اور کہا کہ لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضور کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے اور امامت بھی انہیں کا ایک آدمی کرے تو یہ سن کر امیر المومنین باہر آئے اور آپ نے لوگوں سے فرمایا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات اور وفات میں ہمارے امام ہیں اور حضور نے فرمایا تھا میں اسی جگہ دفن ہوں گا جہاں میری وفات ہوگی۔ تو حضرت علی دروازہ پر کھڑے

ہوئے۔ آپ نے نماز پڑھی۔ پھر دس دس آدمیوں کو آپ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ وہ نماز پڑھتے جاتے اور باہر نکلتے جاتے تھے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ لوگوں نے حضور کو جنت البقیع میں دفن کرنے اور امامت

کے لیے کسی کو مقرر کرنے کا خیال کیا تو حضرت عباس نے حضرت علی کو اطلاع دی۔ حضرت علی نے حضور کی حدیث سنائی کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں تو اسی حجرہ میں دفن ہوں گا جہاں میری وفات ہوگی۔ اس کے بعد آپ نے خود نماز پڑھی اور پھر اوروں کو اجازت دی۔ لوگ دس دس کی تعداد میں آتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ لیکن اہل سنت کی روایات میں مذکور ہے کہ حدیث کہ نبی کا جس جگہ وصال ہوتا ہے اسی جگہ دفن ہوتا ہے ابوبکر صدیق نے سنائی تھی اور آپ کے سنانے کے بعد سب لوگ اس امر پر متفق ہو گئے کہ آپ کو اسی حجرہ میں دفن کیا جائے جس میں آپ کا وصال ہوا ہے (یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں) تو اس سے اصل موضوع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سوال تو یہ ہے کہ صحابہ نے نماز پڑھی یا نہیں تو یہ مذکورہ بالا حوالوں سے اظہر من الشمس ہو گیا۔

حضرت صدیق کا نام

اس کے علاوہ حیات القلوب کے اسی صفحہ پر ایک اور طویل روایت بھی ہے جس میں بوقت نماز جنازہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی کی تصریح ہے۔ البتہ اس میں شیعہ عقائد کے مطابق یہ بھی تحریر ہے کہ مہاجرین و انصار حضرت صدیق اکبر کو امام بنا کر باجماعت نماز جنازہ پڑھنا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت علی نے باجماعت نماز جنازہ پڑھے جانے سے اختلاف کیا اور یہ تجویز کی کہ دس دس آدمی آ کر نماز ادا کریں۔ چنانچہ اسی طرح پڑھی گئی۔ ہم کو اس وقت اس سے بحث نہیں کہ یہ امر صحیح ہے یا غلط کہ مہاجرین و انصار حضرت صدیق کو امام بنانا چاہتے تھے۔ ہم تو اس روایت کو صرف اس لیے آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں کہ اس میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ بوقت نماز جنازہ حضرت صدیق اکبر کے نام کے ساتھ ان کی موجودگی کی تصریح ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: مردم اتفاق کردہ است کہ حضرت رسول را در بقیع دفن کنند و ابوبکر پیش ایستد۔ و او بر آنحضرت نماز کند (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۹۹) کہ لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضور کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے اور ابوبکر امامت کرائیں۔

ان لفظوں سے حضرت صدیق کی بوقت جنازۂ رسول موجودگی ثابت ہوئی۔ نہ صرف یہ بلکہ اس وقت صدیق اکبر کا موجود ہونا ثابت ہوا جبکہ حضرت علی بھی موجود تھے۔ کیونکہ اس کے بعد یہ لفظ ہیں۔ "پس حضرت در پیش ایستادہ خود بر او نماز کردہ" یعنی حضرت علی کھڑے ہوئے اور آپ نے حضور پر نماز پڑھی۔ ان لفظوں سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر اس وقت موجود تھے جبکہ حضرت علی نے تنہا سب سے پہلے نماز پڑھی۔ اس کے بعد یہ لفظ ہیں: "بعد از آن صحابہ فرمود دہ دہ نماز کردہ و فوج دیگر داخل میشدند" کہ حضرت علی نے نماز پڑھنے کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ اب دس دس کی تعداد میں آ کر نماز پڑھو۔ اس کے بعد یہ جملے ہیں: "تا آنکہ مدینہ و اطراف مدینہ ہمہ بر آنجناب صلوات فرستادند" (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۹۰) یہاں تک کہ مدینہ اور مدینہ کے ارد گرد رہنے والے سب نے نماز پڑھی۔ اب بالکل واضح ہو گیا کہ جس دن اور جس وقت حضرت علی نے نماز ادا کی اسی دن اور اسی وقت حضرت صدیق اکبر بھی وہاں موجود تھے۔ پھر مدینہ اور اطراف مدینہ کے تمام لوگوں نے نماز کی سعادت حاصل کی جس سے واضح ہو گیا کہ تمام صحابہ نے حضور کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

توضیح بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضور کا جنازہ تین دن تک پڑا رہا۔ "پڑا رہا" کا لفظ صحابہ کرام کو بدنام کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جبکہ لاش کا کوئی پرسانِ حال ہی نہ ہو۔ حالانکہ ملا باقر مجلسی کے لفظ یہ ہیں۔ "در روز دو شنبہ و شب سہ شنبہ تا صبح و روز سہ شنبہ تا شام" کہ پیر کے دن، منگل کی رات اور منگل کے دن شام تک نماز ہوتی رہی۔ جب اس قدر عرصہ تک نماز ہوتی رہی تو اس پر "پڑا رہا" کا لفظ بولنا کہاں تک صحیح ہے؟ البتہ یہ کہیے کہ تدفین میں تاخیر ہوئی اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ نماز پڑھنے والوں کی کثرت تھی۔ اور ایک دن میں سب لوگ نماز کی سعادت نہیں حاصل کر سکتے تھے۔ اس لیے ایسا ہوا جیسا کہ شیعی کتب کے حوالوں سے ظاہر ہے۔ بہر حال اگر تین دن بھی مان لیے جائیں تو اس کی وجہ صرف جگہ کی قلت اور ہجوم کی کثرت ہی تھی۔ نہ یہ کہ حضور کی تجہیز و تکفین کی طرف کسی نے توجہ ہی نہ کی۔ ثانیاً۔ اگر تین روز تک جنازۂ رسول کا رکھا رہنا کوئی اعتراض کی بات ہے تو یہ

الزام خود حضرت علی اور اہل بیت پر بھی آتا ہے کہ اگر بالفرض والمحال صحابہ کرام خلافت کے قضیے میں منہمک ہو گئے تھے تو پھر حضرت علی اور اہل بیت نبوت ہی اس کام کو سرانجام دے دیتے اور تین روز تک جنازہ نہ رکھا رہنے دیتے۔ لیکن انھوں نے بھی ایسا نہیں کیا۔ تاہم یہاں اس قاعدہ کی رعایت بھی ملحوظ ہو گئی کہ بادشاہ کی وفات کے بعد حکومتیں اس وقت تک اس کے مردہ کو دفن نہیں کرتیں جب تک کہ اس کے قائم مقام کا انتخاب نہ ہو جائے خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ خلافت کا منصب شیعہ حضرات کے نزدیک نبوت ہی کی طرح ہے، چنانچہ حضرت علی نے اس وقت تک حضور کے جسم اقدس کو قبر مبارک میں جلوہ ریز نہیں کیا جب تک کہ مسلمانوں نے آپ کے قائم مقام کا انتخاب کر لیا۔ تاخیر کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے، مگر ہمارے نزدیک تاخیر کی اصل وجہ صرف یہ تھی کہ کثرت ہجوم کی وجہ سے ایسا ہوا کیونکہ ایک دن میں تمام انصار و مہاجرین شرکت جنازہ کی سعادت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے دو شبانہ روز تک متواتر نماز جنازہ ہوتی رہی۔ اس کو ظاہری طور پر تاخیر کہہ لیجیے حقیقت میں یہ تاخیر تھی ہی نہیں، کیونکہ کسی چیز کے پڑے رہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی نے توجہ ہی نہ کی۔ اس معنی میں تاخیر کا لفظ استعمال کرنا حق و صداقت کا خون کرنا ہے۔ رہا نعش کے پڑے رہنے کا اعتراض یہ سرے سے لغو اور بیہودہ ہے کیونکہ انبیا اور خصوصاً حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو عام لوگوں کے جسم سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ حضور حیات النبی ہیں۔ آپ کے جسم پاک کو اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے۔ طبرانی کی حدیث ہے کہ اللہ نے زمین کے لیے حرام کر دیا ہے کہ

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء (ابو داؤد)	وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ نے زمین کے لیے انبیاء کے جسموں کو حرام کر دیا ہے۔

تو یہ ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں اور ایک آن کے لیے وعدہ الٰہی کے مطابق

آپ پر موت طاری ہوئی تھی اور پھر مثل سابق وہی آپ کی حیات جسمانی ہے تو ایسی صورت میں پڑے رہنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس باب میں ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور کا جسم مبارک قیامت تک اسی طرح جلوہ ریز رہتا تو آپ کے جسم کا کچھ بھی نہ بگڑتا۔ پڑے رہنے کا لفظ ہی استعمال کرنا بے معنی اور لغو ہے۔ بہر حال جب معتبر مذہبی کتب سے ثابت ہے کہ تمام مہاجرین و انصار نے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی تو ایسی صورت میں صحابہ کرام اور خصوصاً خلفاء اربعہ پر بے بنیاد الزام لگانا اور ان کی شان میں بے ادبی کرنا کسی سلیم العقل کے نزدیک صحیح نہیں ہو سکتا۔ ان معتبر مذہبی کتب کے ہوتے ہوئے بھی جو لوگ صحابہ پر یہ الزام لگائیں کہ صحابہ تو جنازۂ رسول میں شریک نہیں ہوئے تو ان کے متعلق ہم صرف یہی کہیں گے کہ اللہ ان کو ہدایت دے۔

وفات نبوی کا مختصر حال

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ہم وفات نبوی کا مختصر تذکرہ بھی کر دیں، جس سے اس مسئلہ کی وضاحت بھی ہو گی اور صحابہ کے ساتھ حضور کا اور حضور کے ساتھ صحابہ کا جو عشق و محبت تھا اس کا حال بھی معلوم ہو جائے گا۔

سنہ ۱۱ ہجری

یہ وہ سال ہے جس میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ رسالت ادا کرنے کے بعد اپنے بھیجنے والے کی طرف رجوع فرمایا۔ رحلت سے چھ ماہ قبل سورۂ اذا جاء کا نزول ہوا جس میں یہ بشارت تھی ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج دین الٰہی میں داخل ہو رہے ہیں۔ آخری رمضان سنہ ۱۰ ہجری میں آپ نے ۲۰ یوم کا اعتکاف فرمایا، حالانکہ دس یوم اعتکاف فرماتے تھے۔ وفات کے سال جبریل امین کے ساتھ دو مرتبہ قرآن کا دور فرمایا، حالانکہ ہر سال میں ایک دفعہ رمضان میں پورا قرآن زبانی سنتے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں بھی فرما دیا تھا کہ مجھے امید نہیں کہ آئندہ سال تم سے مل سکوں۔ شروع ماہ صفر سنہ ۱۱ ہجری میں احد تشریف لے گئے اور شہداء احد کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور تمام مسلمانوں کو اپنے فیض دیدار سے مشرف فرمایا۔ آدھی رات کے وقت جنت البقیع

میں [illegible] لے گئے جو مسلمانوں کا قبرستان تھا۔ واپس تشریف لائے تو مزاج اقدس ناساز
تھا۔ پانچ دن تک باری باری ازواج مطہرات کے [illegible] حضرت عائشہ
کے یہاں قیام فرمایا۔ اور وفات کی شب تک [illegible] آپ مسجد میں نماز پڑھانے تشریف لاتے
رہے۔ سب سے آخری نماز جو حضور نے پڑھائی وہ مغرب کی نماز تھی [illegible]
آپ رومال باندھ کر تشریف لائے تھے [illegible]
عشاء کی نماز کا وقت آیا تو [illegible] فرمایا [illegible]
میں [illegible] فرمایا آخری غسل کے لیے [illegible] اٹھنا چاہا مگر
[illegible] حضرت عائشہ [illegible]
رقیق القلب ہیں آپ کی جگہ کھڑے [illegible] یہی حکم دیا کہ ابوبکر نماز پڑھائیں
چنانچہ حضرت صدیق نے [illegible] نمازیں پڑھائیں وفات
سے دو روز قبل ظہر کی نماز کے وقت [illegible] غسل فرمایا اور حضرت علی
اور حضرت عباس [illegible] حضرت ابوبکر نماز پڑھا
رہے تھے۔ آہٹ پاکر پیچھے ہٹنے لگے حضور نے [illegible] ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ
کر نماز پڑھائی یعنی آپ [illegible] ابوبکر [illegible] لوگ نماز کے ارکان
ادا کرتے جاتے تھے [illegible] حضور نے [illegible] آخری خطبہ تھا۔ فرمایا اللہ نے
اپنے ایک بندہ کو اختیار [illegible]
[illegible] حضور [illegible]
شخص کا [illegible]
[illegible] حضور نے
اپنے [illegible] اور [illegible] وہ
میں مسجد [illegible]

[illegible] کہ حضور کی علالت کی خبر مشہور ہو کے رو رہے تھے۔ صحابہ اور اہلبیت [illegible] غمگین تھے [illegible] حضور [illegible] وصال [illegible] میں تھا اور [illegible] تھا۔ [illegible] شدت پر [illegible] تھی۔ حجرہ [illegible] ہوا تھا [illegible] کے وقت [illegible] پڑے ہوئے تھے اور [illegible] حضرت عمرؓ [illegible] حضور [illegible] اس [illegible] اور [illegible] لگے ہوئے تھے [illegible] اپنے [illegible] حضرت صدیق سمجھے کہ حضور کا نماز میں آنے کا ارادہ ہے۔ پیچھے ہٹنے لگے۔ حضور نے [illegible] اور پھر حجرہ میں داخل ہوگئے اور پردے ڈال دیے [illegible] عالم قدس میں پہنچ گئی۔ جب [illegible] بیہوش ہوگئے۔ [illegible] حیران [illegible] وصال [illegible] ہوگئے۔ [illegible] حضرت صدیق اکبرؓ کو [illegible] حضور [illegible] کہا۔ [illegible] اور [illegible] لگے کہ جو [illegible] حضرت [illegible] کا [illegible] حضرت صدیقؓ [illegible] کو دیکھ پیشانی مبارک کو چوما [illegible] پڑے۔ پھر وہاں سے [illegible] اور حضور [illegible] مسجد میں [illegible] اور وفات نبوی کی اطلاع دی

غسل و تکفین

[illegible] ابن اسحاق نے [illegible] حضرت عباسؓ [illegible] کی [illegible] وصال ہوا۔ [illegible] دونوں [illegible] وقت [illegible] وصال ہوا [illegible] وقت [illegible]

پورا انتظام ہوا [illegible]

[illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible]

[illegible]

جنازہ

جب جنازہ تیار ہو گیا تو لوگ نماز کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ صدیق اکبر نے مشورہ دیا کہ دس دس لوگ باری باری آئیں اور نماز پڑھیں۔ جب پہلے مردوں نے پھر بچوں نے اسکے تمام صحابہ کرام، عورتوں نے حجرے میں نماز پڑھی، امام کوئی نہ تھا۔

وفات نبوی کا واقعہ ہم نے نہایت اختصار سے بیان کیا ہے اور بہت سے واقعات چھوڑ دیے ہیں جن سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کو حضور سے اور حضور کو صحابہ سے کس قدر محبت تھی۔ حضرت صدیق اکبر کا نماز پڑھانا اور حضور کا ان سے متعلق یہ فرمانا کہ صدیق کے احسان مجھ پر بہت ہیں یہ وہ حقائق ہیں جن کو دیکھ کر کوئی صاحب عقل ایک لمحہ کے لیے بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ صحابہ نماز جنازہ ہی میں بھی شریک نہ ہوئے۔

دعا و کیفیت نماز جنازہ

لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ حضور کی نماز جنازہ کس طرح ہوئی تو جواب یہ ہے کہ حضور کی نماز جنازہ میں کوئی امام نہ تھا۔ ورنہ اس میں یہ وہ دعائیں پڑھی گئیں جو عام جنازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ حضور کی نماز جنازہ بھی لوگ نہایت ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہوتے تھے اور صلوٰۃ و سلام عرض کر کے واپس ہو جاتے تھے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ نماز قیامت تک جاری ہے اور جو لوگ روضۂ اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں وہ اسی معنی میں آج بھی نماز جنازہ ہی پڑھتے ہیں۔ ابن ماجہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:-

لما فرغوا من جهازه صلى الله عليه وسلم يوم الثلثاء وضع على سريره في بيته ثم دخل الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم	منگل کے دن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی تو سرکار اقدس کو آپ کے مبارک گھر میں تخت پر رکھ دیا گیا اور صحابہ کرام

فصلى الرجال عليه حتى اذا فرغوا ادخلوا النساء حتى اذا فرغن ادخلوا الصبيان ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم احد

رضوان اللہ علیہم اجمعین گروہ در گروہ آکر تنہا تنہا نماز پڑھنے لگے جب فارغ ہوئے تو صحابیات داخل ہوئیں ان کے بعد بچے آگئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں کسی شخص نے لوگوں کی امامت نہیں کی۔

۲۔ مواہب لدنیہ میں ایک روایت میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ملائکہ نے فرداً فرداً نماز پڑھی، پھر آپ کے اہل بیت اطہار نے پھر اور لوگوں نے گروہ در گروہ نماز پڑھی۔ اس کے بعد آخر میں ازواج مطہرات نے نماز جنازہ ادا کی۔ ۳۔ اور جب کہا گیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کرام نے نماز جنازہ پڑھی تو لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا، اور وہ کیا پڑھیں تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا حضرت علی سے پوچھو۔ حضرت علی نے لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھو۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الآية لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ الدَّاعِيْ اِلَيْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَذَكَرَهُ الشَّيْخُ زَيْنُ الدِّيْنِ ابْنُ الْحُسَيْنِ الْمَرَاغِيُّ فِيْ كِتَابِهٖ تَحْقِيْقِ النُّصْرَةِ۔ اس حدیث کو شیخ زین الدین بن الحسین المراغی نے اپنی کتاب تحقیق النصرۃ میں ذکر کیا۔

(مواہب لدنیہ جلد ثانی صفحہ ۳۰۴۔ زرقانی ج ۸ صفحہ ۲۹۳)

بہرحال جنازہ رسول کا مسئلہ تو محض ایک فرضی افسانہ تھا جو صرف اس لیے تصنیف کیا گیا تاکہ اس کی آڑ میں خلفائے ثلاثہ پر طعن کیا جائے۔ حالانکہ کتب معتبرہ میں ہے کہ

۱ [illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

۴ [illegible]

۵ [illegible]

۶ [illegible]

۷ [illegible]

۸ [illegible]

۹ [illegible]

۱۰ [illegible]

۴۱ حضور نے بطور میراث کچھ نہیں چھوڑا جو کچھ آپ نے چھوڑا وہ صدقہ وقف تھا۔

۴۲ حضور کا مرقد منور جو کہ [illegible] عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

۴۳ حضور اقدس کی قبر مبارک پر صبح و شام آپ کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں

۴۴ قیامت کے دن ہر ایک نسب و سبب منقطع ہو گا یعنی سود مند نہ ہو گا، مگر حضور کا نسب و
سبب منقطع نہ ہو گا اسی واسطے حضرت عمر فاروقؓ نے ام کلثوم بنت علیؓ مرتضیٰ سے نکاح کیا تھا۔

۴۵ قیامت کے دن لواء حمد حضور کے دست مبارک میں ہو گا اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا تمام
انبیاء علیہم السلام اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے

۴۶ قیامت کے دن سب سے بڑی شفاعت کبریٰ حضرت [illegible] نفسی سے [illegible] حضور شفاعت
[illegible] کے پلڑوں [illegible] کوئی [illegible] امانت [illegible] سب [illegible]
حضور [illegible] اور حضور [illegible] فرمائیں [illegible] دودھ [illegible]
سے [illegible] شہد سے زیادہ [illegible] حضور [illegible] اس
[illegible] نہیں [illegible] سب سے پہلے جنت [illegible] حضور ہی [illegible] اور تمام
انبیاء حضور کے متبع ہیں سب نے اپنے اپنے عہد میں حضور کی نیابت میں کام کیا
اللہ عزوجل نے حضور کو اپنی ذات کا مظہر بنایا و حضرت آدم سے [illegible] حضور [illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] صورت [illegible]
[illegible] تحقیق [illegible]
[illegible] صفات [illegible] است [illegible]
[illegible] حقیقت [illegible]
[illegible] حقیقت [illegible] است۔

قرب السبیل بر حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۶

ملائکہ

★ فرشتے اجسام نوری ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں ——— ★ وہی کرتے ہیں جو حکم الٰہی ہے خلاف حکم کچھ نہیں کرتے نہ قصداً نہ سہواً نہ خطاءً، وہ اللہ کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔

★ ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں۔ بعض کے ذمہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق مجالس ذکر کا تلاش کرتے رہنا، کسی کے ذمہ حافظ ہونا، بعض کے ذمے انسان کے اعمال لکھنا، بہت سے فرشتوں کا دربار رسالت میں حاضر ہونا، بعض کے ذمے دربار رسالت میں مسلمانوں کی صلوٰۃ و سلام پہنچانا، بعض کے متعلق مردوں سے سوال کرنا، کسی کے ذمے قبض روح کرنا، بعضوں کے ذمے عذاب کرنا، کسی کے متعلق صور[1] پھونکنا اور ان کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو فرشتے بحکم الٰہی انجام دیتے ہیں۔

★ فرشتے نہ مرد نہ عورت، توالد و تناسل کا سلسلہ ان کے اندر نہیں پایا جاتا۔

★ ان کی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اس کے بتانے سے اس کا رسول ——— ★ چار مشہور ہیں جو فرشتے زیادہ مشہور ہیں جو چاروں دنیا کے بڑے بڑے محکموں پر مامور ہیں، مالک ملکوت سے اہم معاملات انہیں کے سپرد ہیں۔ ان چاروں کے نام یہ ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام ——— ★ کسی فرشتہ کی ادنیٰ گستاخی کفر ہے۔ بعض جاہل اپنے کسی دشمن یا ناپسندیدہ شخص کو دیکھ کر کہتے ہیں ملک الموت آگیا یا ایسی جگہ بعضوں کا نام لیتے ہیں ★ فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں یہ دونوں

---

[1] صور ایک سینگ ہے جس کو پہلی دفعہ حضرت اسرافیل پھونکیں گے تو قیامت قائم ہو جائے گی اور جب دوسری دفعہ پھونکیں گے تو سب دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔

[2] فرشتوں کی پیدائش کے متعلق معلومات کے لئے دیکھو البدایۃ والنہایۃ ذکر خلق الملائکۃ

[3] ملفوظ الامام احمد رضا قدس سرہ

مانا کفر ہے

جن

● جن آگ سے پیدا کئے گئے ہیں ان میں سے بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے وہ مختلف شکلیں بن سکتے ہیں انکی عمریں بہت بڑی ہیں وہ انسانوں کی طرح ذی عقل ہیں روح اور جسم رکھتے ہیں کھاتے پیتے مرتے ہیں۔

● ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی ان کے کفار انسان کی نسبت بہت زیادہ ہیں ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں حق یہ ہے کہ ابلیس بھی جنوں سے تھا کثرت عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں شامل تھا امر الٰہی سے انکار کی وجہ سے مردود و ملعون ہوگیا ۔ ● جن کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ جن یا شیطان شر بدی کی قوت کا نام ہے کفر ہے۔

الہامی کتابیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض رسولوں پر صحیفے اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں انکی تعداد ایک سو چار تک ہے مگر ان میں چار کتابیں بڑی اور مشہور ہیں۔ ۱۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ۲۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر ۳۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی ۴۔ چوتھی اور آخری آسمانی کتاب جو کہ سب سے افضل اعظم اکمل کتاب ہے سب سے افضل الرسل رسول حضور پر نور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

● کلام الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس معنی سے ہے کہ ہمارے لئے اس میں ثواب زائد ہے ورنہ اللہ ایک اس کا کلام ایک اس میں افضل مفضول کی گنجائش نہیں ۔ ● سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے مگر یہ بات البتہ ہوئی کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد کی تھی ان سے اس کا حفظ نہ ہوسکا کلام الٰہی جیسا اترا تھا ویسا ان کے ہاتھوں باقی نہ رہا بلکہ ان کے شریروں نے ان کتابوں میں تحریف کردی یعنی اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دیا لہٰذا جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو وہ اگر ہماری کتاب کے مطابق ہے ہم اس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہے تو یقیناً جانیں گے کہ یہ ان شریروں کی تحریف ہے اور اگر موافقت مخالفت کچھ معلوم نہ ہو تو یہ حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب بلکہ یوں کہیں کہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔

● چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے اس لیے قرآن کریم کی حفاظت خود رب العزت نے اپنے ذمہ رکھی چنانچہ ارشاد فرماتا ہے "بے شک ہم نے قرآن اتارا اور بے شک ہم اسکے خود نگہبان ہیں" لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطے کی کمی بیشی محال ہے ● جو شخص یہ کہے کہ قرآن مجید میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا، بڑھا دیا یا بدل دیا قطعاً کافر ہے کیونکہ اس نے آیت مذکورہ بالا کا انکار کیا ● قرآن مجید کی سات قرأتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں ان میں معاذ اللہ کہیں اختلاف معنی نہیں وہ سب حق ہیں اس میں امت کیلئے آسانی ہے کہ جس کیلئے جو قرأت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ ہے کہ جس ملک میں جو قرأت رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے جیسے ہمارے ملک میں قرأۃ عاصم بروایت حفص ● قرآن مجید نے پچھلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے یونہی خود قرآن عظیم کی بعض آیتوں نے بعض آیتوں کو منسوخ کر دیا ● نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت تک کیلئے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کیلئے ہے جب میعاد پوری ہو جاتی ہے تو پھر دوسرا حکم نازل ہوتا ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور حقیقتاً دیکھئے تو اسکے وقت کا ختم ہونا بتایا گیا بعض لوگ منسوخ کے معنی باطل ہونا کہتے ہیں یہ بہت سخت بات ہے احکام سب حق ہیں، وہاں باطل کی رسائی کہاں

قرآن عظیم کی بعض باتیں محکم ہیں کہ ہماری سمجھ میں آتی ہیں اور بعض متشابہ کہ ان کا پورا مطلب اللہ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے متشابہ کی تلاش وہی کرتا ہے جسکے دل میں کجی ہوتی ہے۔ جو لوگ علم میں پختہ ہوتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں ہم اسکے ساتھ ایمان لائے محکم و متشابہ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

قرآن کریم میں ہر چیز کا بیان ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء

ـه تبیان، روشن و واضح اور مجمل بیان جس سے حقائق [illegible] ہوں [illegible]

(ترجمہ) اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب اتاری جس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیء (ترجمہ) ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔

امامت و خلافت

امامت دو قسم ہے صغریٰ و کبریٰ۔ امامت صغریٰ امامت نماز ہے اور امامت کبریٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ (حضور کی نیابت سے تمام مسلمانوں کے تمام امور دینی و دنیوی میں حسب شرع تصرف عام کا اختیار رکھے اور غیر معصیت میں اس کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر فرض ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی پھر چھ ماہ کیلئے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہوئے ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں۔

بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الٰہی انسانوں جنوں فرشتوں سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ جو شخص مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو صدیق یا فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے گمراہ بدمذہب ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) [illegible] سے بیان کیا گیا ہے، وہ وہی پاک ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا ہے سیدنا و مولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورنہ اہل سنت کے نزدیک ہر موجود کو کہا جاتا ہے تو اس میں عرش سے فرش تک اور مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک تمام موجودات داخل ہیں اور یہ تمام موجودات لوح محفوظ میں ہے جس میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ پس قرآن میں جب قرآن شریف میں ہر چیز کا واضح اور تفصیلی بیان ہے اور شیء سبحانہ و تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تعلیم فرمایا ہے۔

تو یہ امر ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پاک میں ہر چیز کا علم رکھا ہے کوئی چیز ان سے مخفی نہیں ہے ع
کلی و قیمت دانی عالم [illegible]

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کل خیر امت ہیں اور عدول ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض ہے کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بدمذہبی و گمراہی و استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے مثلاً حضرت امیر معاویہ، حضرت ابوسفیان، حضرت ہندہ، حضرت سیدنا عمرو بن عاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور تبرا گو سنی نہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، ان کا مجتہد ہونا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث صحیح بخاری باب ذکر میں بیان فرمایا۔ مجتہد سے صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں۔ خطا دو قسم ہے خطا عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطاء اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس پر عند اللہ بالکل مواخذہ نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کا تھا اور فیصلہ وہ جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مولیٰ علی کی ڈگری اور امیر معاویہ کی مغفرت۔ لہٰذا امیر معاویہ پر معاذ اللہ فسق و فجور کا طعن کرنے والا حقیقۃً حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حضرت اللہ عزوجل و علا پر طعن کرتا ہے۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا ان ابنی ھذا سیدٌ لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین (بخاری) میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرائے چنانچہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے باختیار خود اپنے ساتھ لشکر جرار ہونے کے باوجود امارت و خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور تقریباً بیس سال تک وہ تمام مسلمانوں کے متفق امیر رہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی [illegible] فرماتا ہے مومنین

منفقین و مقاتلین قبل فتح مکہ و بعد فتح مکہ دونوں فریق کے لئے جیسا فرمایا وکلا وعد اللہ الحسنٰی سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا حسنٰی سے مراد جنت ہے [illegible] ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قطعی جنتی ہے ان کی شان اقدس میں گستاخی اور بے ادبی کرنا سخت جہالت اور اس سے بغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے۔ اسی طرح حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا قطعی جنتی ہیں۔

حضور کی بنات مکرمات اور ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو تمام صحابیات پر فضیلت ہے اور یہ سب اہل بیت میں داخل ہیں اور ان کی طہارت کی گواہی قرآن عظیم نے دی ہے

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہداء کرام سے ہیں ان میں سے کسی کی شہادت کا انکار گمراہی بددینی اور دین کا نقصان ہے۔

اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقتدایان اہل سنت ہیں۔ جو ان سے محبت نہ رکھے مردود و ملعون خارجی ہے۔ یزید پلید فاسق و فاجر مرتکب کبائر تھا۔ بعض لوگ نعوذ باللہ اس کی شان و فضیلت بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں چونکہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر امیر مقرر ہوا تھا امام حسین پر ضروری تھا کہ اس کی اطاعت کرتے۔ یہ قول و عقیدہ سراسر باطل ہے اور مسلک اہل سنت کے بالکل خلاف ہے۔

ہماری رائے میں یزید مبغوض ترین انسان تھا اس بدبخت نے جو کارہائے بد سرانجام دیئے ہیں [illegible] کسی سے نہیں ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے احباب کو اہل بیت اطہار کے نیک خواہوں کے زمرہ میں رکھے اور دنیا و آخرت میں اہل بیت کے مشرب و مسلک پر رکھے۔ آمین۔ ثم

بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد [illegible] دست بدامان آل رسول [illegible] الدین عفی عنہ،

☆

ولایت

ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔ ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیئے ہوں جسے عرف میں علم لدنی کہا جاتا ہے۔ احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سوائے کسی عذر شرعی کے علاحدہ نہیں ہو سکتا۔

اولیائے کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے۔ ان میں جو اصحاب خدمات ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے۔ یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں۔ ان کو اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت میں ملتے ہیں اور علوم غیبیہ منکشف کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے بہت کو لوح محفوظ کے مضامین پر اطلاع دی جاتی ہے ؎ لوح محفوظ است پیش اولیاء   آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

مگر یہ سب کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ و عطا سے ہے۔ ؎

ہے ان کے واسطے خدا کچھ عطا کرے   حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

کرامات اولیاء حق ہیں۔ ان کا منکر گمراہ ہے۔

اللہ کے مقبول و محبوب بندوں سے استمداد و استعانت محبوب و مستحسن ہے۔ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی جائز لفظ سے ہو۔ رہا ان کو فاعل حقیقی جاننا یہ منکرین کا فریب ہے۔ مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا۔ مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا منکرین کا طریقہ ہے۔ ارواح مومنین نیز اولیاء انہیں ایصال ثواب کرنا نہایت موجب برکات و امر مستحب ہے۔ اسے عرف عام میں نذر و نیاز کہتے ہیں یہ نذر شرعی نہیں جس کو فقہاء نے حرام کہا ہے بلکہ نذر بمعنی ہدیہ و نذرانہ ہے۔ عرس اولیائے کرام یعنی قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و وعظ ایصال ثواب بھی خیر ہے۔ منہیات شرعیہ ہر حالت میں مذموم ہیں مزارات طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم و قابل توجہ

ضروری تنبیہ: چونکہ بعض اوقات مسلمانوں کو عموماً اولیاء کرام اور بزرگانِ دین سے ایک خاص عقیدت ہوتی ہے اور ان کے معتقد ہیں۔ بشمول اپنے خلاف مذہب ہو گئے ہیں اسی وجہ سے موجودہ زمانے کے بہت سے بد مذہبوں اور بے دینوں نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے پیری مریدی کا جال بھی پھیلا رکھا ہے حالانکہ یہ لوگ اولیاء کے منکر ہیں جلاء ہیں، حضور علیہ السلام کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتے ہیں لہٰذا جب بیعت ہونا ہو تو خوب اچھی طرح جانچ لیں ورنہ اگر کسی بدمذہب کے جال میں آ گئے تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

پس مرشد پکڑنے سے پہلے ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ اس میں یہ چار شرطیں ضرور ہوں۔ (۱) بالکل صحیح العقیدہ سنی ہو (۲) کم از کم اتنا عالم دین ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے (۳) شریعت مطہرہ کا کامل متبع ہو۔ ــ

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(۴) اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو

عالم برزخ

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں مرنے کے بعد قیامت تک تمام انس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو۔ برزخ میں کسی کو آرام اور کسی کو تکلیف

● ہر شخص کی جتنی زندگی مقرر ہے اس میں زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی جب زندگی کا وقت پورا ہونے کا وقت آتا ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض روح کیلئے آتے ہیں ● مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے

ساتھ باقی رہتا ہے کہ جس وقت بدن سے جدا ہوگئی اور کچھ دن روح کی لذت و درد سے آگاہ
ہوتی ہوگی جس طرح [illegible]
کی سب باتیں [illegible]
مردہ [illegible]
جب انسان [illegible] ● مرنے کے بعد روح کا
جسم سے جدا ہوتا ہے [illegible] ● مردہ کلام کرتا ہے اور
اس کے کلام کو عوام جن و انسان کے سوا تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں ● جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے
ہیں [illegible] قبر دباتی ہے اگر وہ مسلمان ہے تو اس کو اس طرح دباتی ہے جیسے ماں پیار سے بچے کو
اور جب کافر ہے اور گنہگار ہے تو اس کو اس زور سے دباتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی
ادھر ہو جاتی ہیں ● جب لوگ دفن کر کے واپس چلتے ہیں تو جوتوں کی آواز سنتا ہے۔
اس وقت اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں ان کی شکلیں نہایت ڈراؤنی اور ہیبت ناک ہوتی ہیں ان میں سے
ایک کا منکر اور دوسرے کا نکیر نام ہے۔ مردے کو جھنجھوڑ کر اٹھاتے ہیں اور نہایت سختی سے کرخت آواز
میں سوال کرتے ہیں پہلا سوال مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے دوسرا سوال مَا دِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے۔
تیسرا سوال مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا اگر وہ مسلمان ہے تو پہلے سوال
کا جواب دے گا رَبِّیَ اللّٰہُ میرا رب اللہ ہے اور دوسرے کا جواب دے گا دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے تیسرے
سوال کا جواب دے گا ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ
کہیں گے تجھے کس نے بتایا کہے گا میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔
● عذاب قبر ثابت ہے اور [illegible] قبر میں دونوں جسم و روح پر ہوتی ہے جسم اگرچہ گل جائے خاک
[illegible] باقی رہیں گے وہ [illegible] عذاب ثواب ہوں گے [illegible] نہیں ہو

[illegible] ترکیب جسم فرمائی جائیگی وہ کچھ ایسے باریک اجزا ہیں ریڑھ کی ہڈی میں جس کو عجب الذنب کہتے ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں نہ آگ انہیں جلا سکتی ہے نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے وہ تخم جسم ہیں [illegible] روز قیامت [illegible] روحوں کا اعادہ اسی جسم میں ہوگا نہ جسم دیگر میں۔

عذاب و ثواب قبر کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے۔ مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا غرض کہیں ہو اس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اسے پہنچے گا یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال ہوگا اور ثواب و عذاب جو کچھ ہو پہنچے گا

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام و علماء دین و شہداء و حافظان قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی جو بدبخت انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے گمراہ بددین خبیث و بے ادب ہے۔

جنت

جنت ایک مکان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کیلئے بنایا ہے اس میں وہ نعمتیں مہیا کی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ کسی آدمی کے دل پر ان کا خطرہ گزرا جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے سمجھانے کیلئے ہے ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ شے کو جنت کی کسی چیز کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ——— جنت کی وسعت کو اللہ اور رسول ہی جانیں اجمالی بیان یہ ہے کہ اس میں سو درجے ہیں ایک حدیث ترمذی کی ہے کہ اگر تمام عالم ایک درجہ میں جمع ہو تو سب کیلئے وسیع ہے ——— جنت میں جنتی جس چیز کی خواہش کریں گے میسر ہوں گے۔

---

[1] کعبہ معظمہ جنت سے افضل ہے اور زمین کا وہ ٹکڑا جو حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے مس ہے وہ کعبہ بلکہ عرش اعلیٰ سے بھی افضل و اعلیٰ ہے [illegible] ، بہار شریعت ،

جنت میں نیند نہیں کہ نیند ایک قسم کی موت ہے اور جنت میں موت نہیں ۔

جنت میں حق کا دیدار ایسا صاف ہوگا جیسے آفتاب و چودھویں رات کا چاند ہر ایک کو اپنی جگہ سے دیکھتا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لئے مانع نہیں

دوزخ

یہ ایک مکان ہے کہ اس قہار و جبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے جس طرح اس کی رحمت و نعمت کی انتہا نہیں کہ انسانی خیالات و تصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک شمہ ہے اس کی بے شمار نعمتوں سے) اسی طرح اس کے غضب و قہر کی بھی کوئی حد نہیں جہنم کے شرارے اونچے اونچے محلوں کے برابر اڑیں گے ۔ گویا زرد اونٹوں کی قطار پے در پے آتے رہیں گے ۔ آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے دنیا کی آگ اس آگ کے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے ۔

جس کو سب سے کم درجے کا عذاب ہوگا اسے آگ کی جوتیاں پہنا دی جائیں گی جس سے اس کا دماغ ایسے کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اسی پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے ۔

جہنم کی آگ ہزار برس تک دھکائی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس اور یہاں تک کہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس اور یہاں تک سیاہ ہوگئی تو اب وہ سیاہ ہے روشنی کا نام تک نہیں ۔ جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم کھا کر عرض کی کہ اگر جہنم سے سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے اس کی گرمی سے مر جائیں اگر جہنم کا داروغہ اہل دنیا پر ظاہر ہو تو زمین والے کل کے کل اس کی ہیبت سے مر جائیں اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو وہ کانپنے لگیں یہاں تک کہ زمین کے نیچے تک دھنس جائیں ۔

تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی شکل سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ منہ کے قریب

ہونے کی اس کی سزا سے تمہارے کی کن اگر قطرے کی مہر گرم پانی جو پیچھے سے جہنمیوں کے منہ سے ہو کر پیٹ میں جا پہنچے گی فوراً عضو ہر ایک گل کر دے گا وہ ایک ہوگا زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں آجائے تو اس کی سوزش سے اہل دنیا کی معیشت برباد کر دے وہ گلے میں پھنس جائے گا تو پانی مانگیں گے ان کو وہ کھولتا پانی دیا جائے گا منہ کے قریب آتے ہی اس کی سوزش سے چہروں کی کھال گل جائے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور وہ شوربے کی طرح قدموں کی طرف نکلیں گی۔

دوزخیوں کے بارے احادیث واردہ سے مجموعی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی شکل جن میں ساری شکل بگڑی ہوگی کیونکہ حسن صورت اللہ عزوجل کو محبوب ہے وہ اپنے محبوب کی شکل سے محروم ہے جہنمیوں کا ہر ایک بدصورت ہوگا ظاہر ہے کوئی جہنمی کی صورت دیکھ لے تو اس کی مدہوشی اور بدبو کی وجہ مر جائیں

ایمان و کفر

دین کا سب سے بڑا بنیادی مسئلہ ایمان اور کفر ہے۔ رب تعالیٰ نے تمام انسانوں کو دو گروہوں میں تقسیم فرما دیا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے۔

هُوَالَّذِی خَلَقَکُمْ مِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُؤْمِن

ترجمہ: وہ وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا سو بعضے تم میں سے کافر اور بعضے تم میں سے مومن ہیں۔ اور ایک تیسرے گروہ منافقین کا بھی قرآن کریم میں ذکر آیا ہے۔ در اصل کافر و منافق ایک ہی گروہ ہے لیکن منافقوں کی شکل و صورت عام کلمہ گو سے مختلف ہوتی ہے اس بنا پر ان کا بیان علیحدہ کیا ہے یہ گروہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے زیادہ خطرناک ہے۔ قرآن اسلام نے

ایمان کی تعریف اس طرح فرمائی ہے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کا نام ہے ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ سے قطعی[1] و ضروری[2] طور پر ہوا ہے۔

اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اعمال جزو ایمان نہیں رہا اقرار اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو ظاہر کرنے کا موقعہ نہ ملا مثلاً گونگا ہے یا مجبور ہے تو عند اللہ مومن ہے اور اگر موقعہ ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے اور اگر مطالبہ نہ کیا گیا تو احکام دنیا میں کافر سمجھا جائے گا اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں گے۔ مسلمانوں کے قبرستان میں

[1] ثبوت قطعی، یعنی جو چیز حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک بطریق تواتر پہنچی ہے اس کا ثبوت قطعی ہے جیسے قرآن کریم، نمازوں کی تعداد، نماز کی رکعات، زنا و شراب کی حرمت، اور یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی اور قرآن کے یہی معنی ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صحابہ کرام تک اور قرآن ہر زمانہ میں دنیا کے مختلف حصوں میں حضور سے اس طرح روایت ہوتا رہا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ ان سب کا کذب (جھوٹ) پر اتفاق عقلاً محال سمجھا جاتا ہو۔

[2] ثبوت بداہۃً جس کو ضروریات دین کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، یہ ہے کہ ثبوت قطعی کے ساتھ ساتھ اس کی شہرت تمام خاص و عام مسلمانوں میں اس درجہ ہو جائے کہ عوام تک اس سے واقف ہوں جیسے اللہ جل شانہ کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت و نار، حشر و نشر، نماز روزہ حج زکوٰۃ کا فرض ہونا، زنا کا حرام ہونا اور یہ اعتقاد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا یاد رہے کہ عوام سے مراد وہ مسلمان ہیں جو طبقۂ علماء میں تو شمار نہیں کئے جاتے مگر علماء کی صحبت سے شرفیاب ہوں اور مسائل علمیہ سے ذوق رکھتے ہوں، نہ وہ کوردہ اور جنگلی جو کلمہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے کہ ایسے لوگوں کا ضروریات دین سے ناواقف ہونا اس ضروری کو غیر ضروری نہیں کر دے گا البتہ ایسوں کے مسلمان ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ضروریات دین کے منکر نہ ہوں اور یہ اعتقاد رکھتے ہوں کہ اسلام میں جو کچھ ہے حق ہے۔ ان سب پر اجمالاً ایمان لائے ہوں۔

دفن نہیں کئے گئے جب تک خلیفہ مقرر نہ ہو گئے اس سے پیشتر خلیفہ کوئی معروف سے منتخب نہ کیا ہو۔

کفر

جن امور کی تصدیق ایمان میں ضروری ہے ان میں سے کسی امر ضروری کی تکذیب و انکار کفر ہے ایمان کیلئے تمام ضروریات دین کی تصدیق و تسلیم ضروری ہے لیکن کفر میں ان سب چیزوں کا انکار و تکذیب ضروری نہیں بلکہ کسی ایک چیز کی تکذیب و انکار بھی کفر ہے خواہ باقی سب چیزوں کو صدق دل سے قبول کرتا ہو۔ اسی لئے ایمان و اسلام[1] ایک ہی حقیقت ہے۔ و کفر کی بہت سی قسمیں ہو گئی ہیں۔ اقسام کفر کا تفصیلی بیان تو علماء کلام کی مبسوط کتب میں۔ آپ کو اتنا کافی ہے (۱) تکذیب کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص سرے سے وجود باری کا ہی منکر ہو جیسے دہریہ زمانہ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول تسلیم نہ کرے جیسے ہنود یہود و نصاریٰ (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ رسول تسلیم کرنے کے بعد آپ کے کسی قول کو صراحۃً غلط یا جھوٹ قرار دے (۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ کسی قطعی الثبوت قول یا فعل رسول کو یہ کہکر رد کردے کہ یہ حضور علیہ السلام کا قول یا فعل نہیں ہے یہ بھی درحقیقت رسول کی تکذیب ہے (۵) پانچویں صورت یہ ہے کہ قول و فعل کو بھی تسلیم کرتا ہو لیکن اس کے مفہوم کی ایسی خودساختہ تاویل کرے جو قرآن و حدیث کی قطعی تصریحات کے خلاف ہو جیسے ختم نبوت کا ایسا مفہوم بیان کرے جس سے ختم نبوت کا انکار لازم آ جائے یا اسلام کو دین ناقص قرار دے۔

---

[1] اہل حق کے نزدیک یہی بات ہے کہ ایمان و اسلام باہم متلازم ہیں یعنی اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں اور ایمان بغیر اسلام کے معتبر نہیں۔ پس ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔ ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مومن ہے۔ اسی مصداقاً۔ (ملا علی قاری ص ۲۴ طبع مصر)

ضابطۂ تکفیر

تکفیر مسلم کے بارے میں ضابطہ شرعیہ یہ ہے جب تک کسی شخص کے کلام میں تاویل صحیح کی گنجائش ہو اور اس کے خلاف کی تصریح متکلم کے کلام میں نہ ہو یا اس عقیدہ کے کفر ہونے میں ائمہ مجتہدین میں ادنیٰ سے ادنیٰ اختلاف ہو اس وقت اس کے قائل کو کافر کہنے سے فقہائے کرام

ـه یعنی اگر کوئی شخص [illegible] کا [illegible] کرے اور ایسی تاویل [illegible] [illegible] [illegible] خلاف [illegible] [illegible] حدیث لا نبی بعدی کی [illegible] [illegible] صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا۔ [illegible] ختم نبوت [illegible] اس معنی میں بالاتفاق حضور علیہ السلام کے بعد کوئی [illegible] نہیں آتا ہے۔ پس تاویل باطل کرنے والا شخص بھی [illegible] تاویل کے بہت سے [illegible] کی کوشش کرتے ہیں حسام الحرمین صفحہ ۲۳ [illegible] خالص اللہ بلکہ [illegible] کفری [illegible] [illegible] [illegible] کفر [illegible] کوئی تاویل میں [illegible] حسام الحرمین صفحہ ۲۲ پر ہے [illegible] تعلق [illegible] جس میں اسلام ہرگز ہرگز کی گنجائش کوئی تاویل [illegible] وغیرہ میں۔ [illegible] اور رد شہاب ثاقب وغیرہ میں۔

نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے ایسا لفظ صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف، تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد لیا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے۔ آخر ایک پہلو اسلام بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلو کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا۔

نفاق

زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار، یہ بھی خالص کفر ہے بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں کچھ لوگ اس صفت کے اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے ان کے کفر باطنی پر قرآن ناطق ہوا نیز اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وسیع علم عطا فرمایا کہ حضور نے ایک ایک منافق کو پہچانا اور ایک موقع پر فرما دیا کہ اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ اب اس زمانے میں کسی خاص شخص کی نسبت یقین کے ساتھ منافق کا حکم نہیں لگایا جا سکتا جو شخص ہمارے سامنے دعویٰ اسلام کرے ہم اس کو مسلمان ہی سمجھیں گے جب تک اس سے کوئی ایسا قول و فعل صادر نہ ہو جو منافیٔ ایمان ہو، مگر نفاق کی ایک شاخ اس زمانہ میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بدمذہب بلکہ دہریے اپنے آپ کو بظاہر مسلمان کہتے ہیں اور جب دیکھا جاتا ہے تو دعویٰ اسلام کے

ساتھ ضروریات دین و اسلام[1] کی نفی ہے

شرک

شرک کے معنی خدا کو واجب الوجود، مستحق عبادت یا اس کی صفات میں دوسرے کو شریک کرنا جیسے نصرانی عیسیٰ کو خدا کا بیٹا اور یزدان کو خالق خیر و اہرمن کو خالق شر اور مشرکین اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بتوں کو شریک بناتے تھے شرک کفر کی سب سے بدترین قسم ہے قرآن مجید نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی نہیں بخشے گا اس کے سوا جسے چاہے بخش دے۔ لفظ شرک کے سوا اگر کسی اور گناہ میں مبتلا ہو اور بغیر توبہ کئے مر جائے تو اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ جنت میں جائے گا خواہ اللہ عزوجل اپنے محض فضل سے اس کی مغفرت فرما دے یا حضور علیہ السلام کی شفاعت کے بعد یا اپنے کئے کی کچھ سزا پا کر اس کے بعد جنت میں داخل ہو جائے گا

جو شخص کسی کافر کے لئے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دعا کرے یا کسی مردہ مرتد کو مرحوم یا مغفور کہے وہ کافر ہے بعض ناواقف مذہب دین کے منکرین اور مرتدین یا شان رسالت میں گستاخی کرنے والوں کا نام لیتے ہوئے رحمۃ اللہ علیہ کہہ دیتے ہیں بھلا حضرات انبیاء کی شان رسالت میں گستاخی کرنے والا کیسے مرحوم ہو سکتا ہے۔

---

[1] مثلاً اسلام کو دین حق نہ ماننا، اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کرنا، انبیاء علیہم السلام کی توہین، آیات قرآنیہ میں تحریفات و تاویلات باطلہ وغیرہ۔

خوب یاد رکھو

مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یقینی طور پر معلوم نہیں کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعی کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے قطعی کافر کے کفر میں شک سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے خاتمہ پر [illegible] ہے اور ظاہر پر شرع کا مدار ہے اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر جیسے [illegible] یہودی، نصرانی، بت پرست، مجوس یا دین میں سے کسی ضروری دین کا منکر ہو کر مسلمان مرگیا ہو اگرچہ یقینی سے معلوم نہیں کہ [illegible] خاتمہ کفر پر ہوا مگر جب اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کا کافر ہی جانیں۔ اس کی زندگی میں اور موت کے بعد اس کے ساتھ تمام وہی معاملات کریں جو کافروں کے لئے ہیں مثلاً میل جول، شادی بیاہ، نماز جنازہ کفن دفن جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں خاتمہ کا حال علم الٰہی پر [illegible] ہمیں کیا چاہیئے۔ [illegible] بات ہے [illegible] جواب [illegible] مقصود تو یہ ہے [illegible] جانے [illegible] خوب یاد رکھو۔ [illegible] کے کفر پر راضی [illegible] آج کل کے جیسے [illegible] جو اصول دین سے [illegible] منافقین زمانہ کے [illegible] شکل صورت [illegible] لگاتے ہیں [illegible] یاد رکھو اور خوب سمجھو [illegible]

[illegible] بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶ پر

[illegible] بھی طرح قرآن مجید [illegible] میں سے ان ہی قول جس خطاب بیان صادر ہو

ہو اس سے [illegible] مسلمان ہیں ایک۔ ترجمہ میں اس نے خفتے کا حال تحقیق قطعی طور پر معلوم نہیں

اجتہاد و تقلید

امام اول جو درجہ اجتہاد پر نہیں پہنچے کہ تمام احکام فرعیہ غیر منصوصہ علمیہ میں اجتہاد کی قدرت رکھتے ہوں ہیں مجتہد مطلق جو ذیل وصف سے متصف ہونا شرط ہے (۱) علم قرآن پر پوری بصیرت یعنی آیات احکام جانتا ہو (۲) احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو (۳) علم عربیت لغت صرف نحو معانی و بیان وغیرہ میں کامل ہو (۴) مذہب سلف سے پوری واقفیت رکھتا ہو (۵) قیاس کے اصول و قواعد میں ماہر ہو اور علاوہ اس کے پرہیزگاری میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہو اور استنباط احکام میں مطلب نفس پرستی سے محفوظ ہو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ائمہ اربعہ ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجتہاد ان کے سب معاصرین و متاخرین نے اعلیٰ مانا گیا ہے۔ آج تک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد تسلیم کرتے چلے آئے ہیں

ان چاروں میں سے ہمارے امام سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ہیں یعنی سیدنا [illegible] جن کو مجتہد تسلیم کیا جاتا ہے ہم انہی کے مقلد حنفی کہلاتے ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵ اپنے حق [illegible] کی وجہ سے کافر ہو جائے تو اس کا کافر ہونا [illegible] ہیں تاکہ دوسرا کوئی اس سے توبہ کرے [illegible] ہو جائے تو مسلمان اس سے بچ جائیں۔ اس کی عام مثال صورت اور جبر و دستی [illegible] ہے جیسے کسی شخص کے کپڑے یا بدن پر نجاست لگی ہو [illegible] علم نہ ہو [illegible] بتایا جائے کہ تمہارے جسم یا کپڑے پر نجاست لگی ہے اسے صاف کرو تو اس کے یہ معنی نہیں [illegible] کہ نجاست [illegible] لگانے اور بتانے میں فرق ہے [illegible] صحیح [illegible]

[illegible] امام [illegible]   [illegible]
[illegible]   [illegible]

ہر سنی حنفی [illegible] مذکورہ رباعی کا مضمون پیش نظر رکھ کر اعتقاد اس کے مطابق رکھنا چاہئے
کسی ایک [illegible] سے کسی ایک کی تقلید [illegible] واجب ہے کہ وہ [illegible]
[illegible] کا مقلد ہو [illegible] مسئلہ میں ایک کی تقلید [illegible] دوسرے کی تقلید [illegible]
[illegible] در رباعیت است   معنی تقلید شخصی [illegible] است

سنت

سنت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول فعل اور تقریر کو کہتے ہیں۔ تقریر کا معنی یہ ہے کہ کوئی کام حضور علیہ السلام کے سامنے کیا جائے اور حضور اس پر خاموش رہیں۔ ایسی چیز کو سنت تقریری کہا جاتا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں   وقد صح ان اهل السنة قد افترق بعد القرون الثلاثة او الاربعة على اربعة مذاهب ولم يبق في فروع المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة فقد انعقد الاجماع المركب على بطلان قول من يخالف كلهم وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة وقال الله تعالى ومن يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا ۝

ترجمہ: اہل سنت تین یا چار قرنوں کے بعد چار گروہوں میں منقسم ہو گئے اور اہل سنت کے ان چاروں مذہبوں کے علاوہ فروعی مسائل میں کوئی مذہب باقی نہ رہا۔ پس جو قول ان چاروں کے خلاف ہو اس کے بطلان پر اجماع مرکب ہو گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہو گی اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور جو شخص مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کوئی اور تلاش کرے ہم اس کو پھیر دیں گے جدھر وہ پھرتا ہے اور اسے ہم جہنم میں داخل کریں گے اور وہ لوٹنے کی بہت بری جگہ ہے۔ (تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۶۴)

ہے [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بیانِ جواز کو کبھی ترک بھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وہ کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] سنت کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

سنت غیر مؤکدہ

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اسکے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہمیشگی فرمائی یا نہیں اسکا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجب عتاب نہیں جیسے مسواک کی طرح سنتیں [illegible] اور جو حضور علیہ السلام نے محض بطور عادت کئے ہوں۔

بدعت

بدعت کے معنی نئی پیدا کی ہوئی بات۔ شریعت میں نئی بات کو بدعت کہتے ہیں جو امور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئے پیدا ہوئے ہیں وہ سب بدعت ہیں ان میں سے جو اصول و قواعد شریعت کے مطابق ہوں اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں جو اصول و قواعد شریعت کے مخالف ہو وہ بدعت سیئہ ہے بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے [illegible] صرف و نحو کا سیکھنا [illegible] کیونکہ اس سے قرآن مجید و حدیث شریف کی سمجھ آتی ہے بعض مستحب ہیں جیسے کہ سرائے مسافر خانے اور [illegible] [illegible] [illegible] حدیث و تدوین فقہ بعض مباح ہیں جیسا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بشرطیکہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] نہ ہو بعض مکروہ ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بعض حرام ہیں

بعض لوگوں نے جو بدعت کی تعریف کی ہے [illegible] [illegible] غلط ہے [illegible] [illegible] [illegible] بدعت حسنہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] حدیث [illegible] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] فرماتے ہیں من سن

فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا من بعدہ [illegible] جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو [illegible] اس کا ثواب [illegible] جو اس کے بعد اس پر عمل کریں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مسائل شتی　عقائد اکابر اہل سنت وجماعت

اس فتویٰ کے ماتحت چند مشہور ومعروف بزرگان دین کے وہ اقوال ہیں جو [illegible] [illegible]

[illegible]

۵ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شئ ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا و وزر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارھم شئ رواہ مسلم [illegible]

[illegible] مسلم [illegible] مشکوٰۃ [illegible]

[illegible] [illegible] طریقہ [illegible] جاری کیا [illegible] پہلے [illegible] نیا [illegible] اس پر عمل ہو چکا ہو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے لئے اس کا اجر ہوگا اور ان لوگوں کا اجر جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا گناہ جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی

[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible] حضرت امام ابوحنیفہ [illegible] رضی اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

(۳) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رب تعالیٰ فرماتا ہے: ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء [illegible]

[illegible] ملا علی قاری فرماتے ہیں [illegible]

[illegible] حضرت امام ابوحنیفہ [illegible]

[illegible] تفصیل بحث فرمائی ہے۔ [illegible]

[illegible] ہوا [illegible] میں [illegible] کا [illegible] اور [illegible]
[illegible] صفحہ [illegible] محمد [illegible]
[illegible] صفحہ ۲۰ ۔

۴۔ [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] فرمایا
جب آپ [illegible] کے علاوہ [illegible] جیسا کہ شیخ عبدالحق
محدث دہلوی صاحب [illegible] لکھتے ہیں [illegible]
آسمان [illegible] است از [illegible]

۵۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی [illegible] شریف جلد [illegible] میں
فرماتے ہیں ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم [illegible] کلمات
اعجاز [illegible] مشتمل [illegible] است [illegible] تعالیٰ و تقدس [illegible] جبرئیل [illegible]
خوانده [illegible] متضمن [illegible] وصف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
حبیب خود [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
صفات الٰہی [illegible] است [illegible] است
مثل [illegible] علیم حکیم مؤمن مہیمن ولی ہادی [illegible]
ظاہر باطن نیز از آں قبیل است

یہ معجزہ نما تمام کلمات اللہ تعالیٰ و تقدس کی حمد و ثنا پر مشتمل ہیں کہ [illegible] مجید

(حاشیہ صفحہ ۱)

[illegible] اس کتاب کے [illegible]
[illegible]

ثابت ہوا کہ ہر شی کا علم آپ کو حاصل ہے۔ ۵۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
کی نعت و وصف ہو ہی نہیں سکتی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی توصیف و تمجید فرمائی ہے
و اللہ تعالیٰ کے لطف ہی سے مستنبط ہو کر وحی متلو قرآن اور وحی غیر متلو سنت میں اپنے
محبوب کی شان سے جو معلوم ہوتا ہے وہ بیان فرمایا ہے۔ اگرچہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات سے متخلق و متصف ہیں لیکن باوجود اس کے عالم حسن
سے ظہور کا اس طور پر ہوا اور ہوتا رہے گا قبل از تخلیق آدم تمام [illegible]
ہونے سے پہلے تمام قرآن [illegible] ہی تفصیل سے ہیں شیخ عبد الحق محدث
دہلوی خود کی تصریح مدارج میں فرماتے ہیں۔ وهو صلی اللہ علیہ وسلم
دانا است بہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار
و بجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق وفوق کل ذی علم علیم شدہ علیہ
من الصلوات افضلہا ومن التحیات اتمہا واکملہا۔

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو جاننے والے ہیں ذات حق کے شیون اور صفات حق کے
احکام و اسمائے افعال و آثار اور تمام علوم ظاہر و باطن اول و آخر کا احاطہ فرمایا ہے اور مخلوق
میں فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں ان پر افضل درود و سلام اتم و اکمل ہمیشہ ہوں۔

۶۔ حضرت شیخ محقق کے نزدیک حقیقت محمدیہ عالم کے ذرے ذرے میں موجود ہے مدارج النبوت
جلد اول ص ۱۳۵ میں فرماتے ہیں۔ در بعضے کلام بعضے عرفا واقع شدہ کہ خطاب از مصلی بجہت
شہود روح مقدس آنحضرت و سریان وے در ذرارے موجودات خصوص در ذوات مصلیان
و بالجملہ دریں حالت از شہود وجود و حضور آنحضرت غافل و ذاہل نباید بود بامید ورود
فیوض الارواح فتوح وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جس طرح کے بعض عارفوں پر محقق ہوا ہے۔ چونکہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں موجود ہے بالخصوص نمازیوں کی ذات میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مقدس کے ملاحظہ وجود اور حاضر ہونے کے وقت میں صادق ہونے کی وجہ سے نمازی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بصیغہ خطاب سلام کہتا ہے یہی حالت حضوری آنحضرت سے غافل و بے خبر نہیں رہنا چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر فتوح سے فیضیاب ہونے کی امید ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۰۱ مطبوعہ

پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں۔

پس نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے

وسعت اختیارات مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متعلق بیانات ملاحظہ فرمائیں۔

و ازاں جا دانستہ شد کہ آنحضرت تخصیص می کرد ہر کرا بہر حکم کہ خواست در ایں جا دو قول است یکے آں کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہر چہ خواہد حکم کند دوم آنکہ ہر حکمے وحی خدائی شدہ چنانکہ تخصیص کرد خزیمہ بن ثابت را بآنکہ شہادت وے حکم دو شہادت دارد۔ مدارج النبوت ص ۳۰

اور حضور علیہ السلام کے خصائص سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو حکم سے چاہتے تخصیص فرما دیتے تھے اس جگہ دو قول ہیں ایک یہ کہ احکام حضور کے سپرد تھے جو چاہتے حکم فرماتے۔ دوسرا یہ کہ ہر حکم کے وحی خداوندی تھی جیسا کہ خزیمہ بن ثابت کی شہادت کو دو شہادت کے قائم مقام کر دیا۔

وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفۂ مطلق و نائب کل جناب اقدس است می کند و

[illegible] فان من جودک الدنیا وضرتها ومن
علومک علم اللوح والقلم ، [illegible]

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق و نائب کل ہیں جو کچھ چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتے ہیں اور عطا فرماتے ہیں آپ کے جود و کرم سے دنیا و آخرت ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا حصہ ہے ۔

اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۴۲۵ پر اس حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحت فرماتے ہیں

از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوب خاص معلوم
می شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہرچہ خواہد باذن اللہ پروردگار خود بدہد ۔

اطلاق سوال سے کہ مطلق سل فرمایا کہ مانگ اور کسی مطلوب کی تخصیص نہ کی معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام ان کے دست ہمت و کرامت میں ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو جس کو چاہتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے عطا فرما دیتے ہیں ۔

پھر قصیدہ بردہ شریف کا اوپر والا شعر نقل فرماتے ہیں ۔

فان من جودک الدنیا وضرتها

گر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری — بدرگاہش بیا و ہر چہ می خواہی تمنا کن
بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما — بلطف خود سر و سامان جمعے بے سر و پا کن

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں ۔

از ہمیں است کہ حضرت امیر و ذریہ طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند و فاتحہ و

درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ
چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است ۔

(ترجمہ) اور اسی قسم سے ہے جو تمام حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد طاہرہ کو پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور دنیا کے کاموں کو ان کے متعلق جانتے ہیں اور فاتحہ درود و نذر و صدقات و منت ان کے واسطے مروج و معمول ہو گئے جیسا کہ تمام اولیا کے ساتھ یہی معاملہ ہے ۔ تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص۲۳۴ اردو ص۳۳۳

یاد رہے کہ ماننا فارسی عبارت میں وارد لفظ پرستند کا ترجمہ کیا گیا ہے جو پرستیدن سے ماخوذ ہے جس کا معنی ماننا اور غلامی کرنا ہے ۔ اسی معنی میں خدمت گار کو فارسی میں پرستار کہتے ہیں ۔ (غیاث)

یہی شاہ صاحب تفسیر عزیزی مطبع حیدری پارہ دوم ص۲۳ میں فرماتے ہیں ۔

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝ یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ است و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہاں شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و شمارا لہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است ۔

اور رسول تم پر گواہ ہوگا کیونکہ وہ نور نبوت سے ہر دیندار کے اپنے دین میں مرتبہ پر مطلع ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ حجاب جس کی وجہ سے وہ ترقی سے رکا ہوا ہے کونسا ہے پس وہ تمہارے گناہوں کو

پہچانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو اور اسی لیے ان کی شہادت دنیا بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔ (انتہی)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری شرح شفاء قاضی عیاض میں زیر حدیث مَا مِنْ اَحَدٍ یسلم علی الحدیث (عن ابی ہریرۃ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یسلم عَلَیَّ الا رد اللہ علی روحی حتّٰی اَرُدَّ علیہ السلام) والحدیث رواہُ ابوداؤد و احمد والبیہقی وسندہ حسنٌ۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں، اس کو ابوداؤد، احمد و بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔ علامہ قاری اس کی شرح میں رقمطراز ہیں:۔

> وظاہرُ الاطلاق الشامل لکلّ مکانٍ و زمانٍ و مَن خصّ الرد بوقت الزیارۃ فعلیہ البیان۔

اس کا ظاہر اطلاق ہے جو ہر مکان و زمان کو شامل ہے اور جس شخص نے رد سلام کو وقت زیارت سے خاص کیا سو اس کے ذمہ اس کا بیان ہے۔ آگے رَدَّ اللّٰہُ علیَّ روحی کی شرح میں فرماتے ہیں۔ والمعنی اِنَّ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یردّ روحہ الشریف عن استغراقہ المنیف لیردَّ علی مسلّمہ جبراً الخاطرہ الضعیفُ الا فمن المعتقد المعتمد انہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حیّ فی قبرہٖ کسائر الانبیاء فی قبورھم وھم احیآءٌ عِندَ رَبِّھِمْ وانّ لِارواحھم تعلّقاً بالعالم العلوی

والسفلی کما کانوا فی الحال الدنیوی فهم بحسب القلب عرشیون و باعتبار القالب فرشیون واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم ::

اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ آپ کی روح شریف کو اپنے استغراق منیف سے لوٹاتا ہے تاکہ آپ اپنے سلام بھیجنے والے کی خاطر ضعیف کے جبر کیلئے اس کے سلام کا جواب دیں۔ وگرنہ معتمد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں اس طرح زندہ ہیں اور بتحقیق ان کی ارواح کو عالم علوی اور سفلی سے تعلق ہے جیسا کہ وہ دنیوی حال میں تھے سو انبیاء علیہم السلام قلب کے اعتبار سے عرشی ہیں اور قالب کے اعتبار سے فرشی ہیں۔ واللہ اعلم (شرح شفا۔ ج ۲ ص ۱۴۲)

یہی علامہ قاری اسی شرح شفا میں اس عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں: ان لم یکن فی البیت احدٌ فقل السلام علی النبی ورحمة الله وبرکاته۔

اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہو۔ الخ

لان روحه علیه السلام حاضر فی بیوت اهل الاسلام۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحانی طور پر اہل اسلام کے گھروں میں جلوہ گر ہیں۔ (شرح شفا۔ ج ۲ ص ۱۱۸)

قال الشیخ الکبیر ابو عبد الله فی معتقده ونعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیة فیعلم الغیب وتطوی له الارض ویمشی علی الماء ویغیب عن الابصار الخ

شیخ کبیر ابو عبد اللہ نے اپنے عقائد میں بیان کیا ہے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ بندے کے احوال میں تبدیلی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ صفت روحانیت سے متصف ہو جاتا ہے پس اس وقت وہ غیب جان لیتا ہے اور اس کیلئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے اور آنکھوں سے غائب ہو جاتا ہے۔
(مرقاۃ ج ۲ ص ۴۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چونکہ تمام اعمال کی صحت کا دارومدار عقائد کی درستی پر ہے۔ اس لئے کتاب و سنت اور اکابر علماء اہلسنت وجماعت کی تصنیفات عالیہ اور آراء کی روشنی میں محض تبلیغ دین کی خاطر مختصر عقائد نامہ شائع کیا جا رہا ہے اگر کسی صاحب کو کسی مسئلہ کے بارے میں اشتباہ ہو یا تفصیل کی ضرورت ہو تو مرتب کی طرف رجوع کرے اگر کوئی صاحب بغرض تبلیغ اس کی اشاعت کرنا چاہے تو ناشر کی اجازت سے اس کو چھاپ سکتا ہے۔ اس عقائد نامہ کو خود پڑھیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی پڑھائیں۔

نوٹ: بیرونجات کے حضرات پچاس پیسے کے ٹکٹ بذریعہ ڈاک روانہ فرما کر طلب کریں۔

منجانب

شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

فون
۲۱۳۶